تعارف وتبصرہ

ہجرتِ مصطفیٰ

مصنف: محمد علاؤ الدین ندوی

ناشر: مجلس علم وعرفان لکھنؤ ۔ ملنے کا پتا: ندوی بکڈپو۔ ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ

سنہ اشاعت: ۱۹۹۷ ، صفحات: ۴۴۸ ، قیمت: ۹۲ روپے

سیرت نبوی پر مختلف زبانوں میں اور متعدد پہلوؤں سے ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور ایک عظیم اور وسیع کتب خانہ وجود میں آگیا ہے۔ البتہ واقعات سیرت میں سے کسی خاص واقعہ کو پیش نظر رکھ کر مستقل کتابیں کم لکھی گئی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں ہجرت مدینہ کو بنیاد بنا کر اس کی عظمت اور مضمرات سے مفصل بحث کی گئی ہے۔

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں پہلے ہجرت کے مفہوم اور اسلامی تاریخ میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے پھر ہجرت حبشہ، ہجرت ابوبکر صدیقؓ، ہجرت طائف، اسراء ومعراج، بیعت عقبہ اور ہجرت مدینہ کے واقعات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ باب دوم میں واقعۂ ہجرت میں پوشیدہ اسباق، اسرار وحکم، ثمرات ونتائج اور پیغام سے بحث ہے۔ کتاب پر اپنے پیش لفظ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے لکھا ہے:

"پیش نظر کتاب میں ان محرکات، واقعات، مراحل ومنازل اور نتائج، برکات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہجرت کبریٰ کے الہامی سفر میں پیش آئے اور اس کی انقلاب آفرینی، عہد سازی بلکہ مردم گری اور مسیحا کرداری پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تاریخ کے بہت سے ایسے حقائق بلکہ انکشافات سامنے آگئے ہیں جو تاریخی واقعات کے انبار کے نیچے دبے ہوئے تھے ..... ان گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو دعوت اسلامی، کردار سازی، دنیا کی تعمیر نو اور صالح انقلاب کے مقصد کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔" (ص: ج د)

موضوع اس قدر مہتم بالشان ہو، مصنف شہرہ آفاق درس گاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل اور وہاں استاد ہوں اور پیش لفظ عالمی شہرت کی حامل شخصیت نے لکھا ہو جس میں "مصنف کی محنت ومطالعہ، دقیقہ رسی اور حقیقت بینی کی داد" دی ہو تو بجا طور پر توقع کی جانی چاہیے کہ کتاب زبان، اسلوب وطرز ادا اور بحث وتحقیق کے اعلیٰ معیار پر ہوگی لیکن

کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس توقع پر پانی پھر جاتا ہے اور بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ فاضل مصنف کی تصویر ایک ایسے پرجوش و پرشور خطیب کی ابھر کر سامنے آتی ہے جس کے پاس بھاری بھرکم اور گرج دار الفاظ کا بڑا ذخیرہ ہے لیکن اسے ان کے استعمال کا سلیقہ نہیں ہے۔ جوشِ خطابت میں وہ جملوں کی ترتیب و تنسیق پر دھیان نہیں دے پاتا اور تذکیر و تانیث، واحد جمع اور دیگر قواعد زبان کی بھی اس کے نزدیک چنداں اہمیت نہیں۔ اس خامی نے کتاب کی مقصدیت کو بری طرح مجروح کیا ہے۔

کسی علمی و تحقیقی کتاب میں حوالوں کا جس قدر اہتمام ہونا چاہیے وہ نظر نہیں آتا۔ بکثرت واقعات اور روایات بلا حوالہ مذکور ہیں۔ احادیث کے حوالے نامکمل ہیں اور ثانوی مراجع کے واسطے سے دیے گئے ہیں۔ مصنف واقعات کا تسلسل روک کر اچانک تاثرات بیان کرنے لگتے ہیں۔ کتاب کی اتنی ضخامت کے باوجود سفر ہجرت کے بارے میں بعض بنیادی معلومات نہیں آسکی ہیں۔ مثلاً ہجرت حبشہ کے ضمن میں قاری کو یہ نہیں معلوم ہو پاتا کہ حبشہ مکے سے کتنے فاصلے پر اور کس سمت میں ہے؟ اسی طرح ہجرت مدینہ کے ضمن میں یہ ذکر نہیں ہے کہ غار ثور مکہ سے کس سمت میں اور کتنے فاصلے پر واقع ہے؟ ایک جگہ مکہ سے طائف کا فاصلہ ۷۰-۷۵ کلومیٹر اور اسی صفحہ پر حاشیہ میں ۷۵ میل درج ہے (ص: ۱۲۹) حضرت ابراہیمؑ کے تذکرے میں "اُر" کو ان کا مقام ہجرت لکھا گیا ہے (ص: ۷۷) حالانکہ وہ ان کا وطن تھا جہاں سے انھوں نے ہجرت کی تھی۔

فاضل مصنف نے بہت سی روایات اور باتیں بلا کسی تحقیق کے نقل کر دی ہیں۔ مثلاً وہ روایات جن میں ہے کہ غار ثور میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے داخل ہونے کے بعد حکم الٰہی سے غار کے باہر ببول کا درخت اگ آیا تھا جس نے آپ کو چھپا لیا تھا (ص: ۲۹۵) یا ام معبد کے خیمے میں ایک لاغر اور بے دودھ کی بکری سے آپ نے معجزاتی طور پر دودھ دوہ لیا تھا (ص: ۲۷۲-۲۷۳) وغیرہ۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ایسی روایتوں پر تنقید کی ہے اور ان کے ضعف و نکارت کی بنا پر انھیں قبول کرنے میں پس و پیش کیا ہے (سیرت النبی جلد سوم طبع ۱۹۸۰ء ص: ۲۶۹-۲۷۴) مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ "حضرت عثمان غنیؓ جیسے چند ایک بزرگوں کو چھوڑ کر دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد سمٹ آنے والے اہل ایمان کی عمریں چالیس کے اندر تھیں (ص: ۲۷۶) اس طرح انھوں نے حضرت عثمانؓ کو بلا تحقیق بزرگ بنا دیا ہے حالانکہ اس وقت ان کی عمر بھی چالیس سے کم تھی (ان کی ولادت عام الفیل کے چھٹے سال ہوئی